★ (حصہ دوم) ★

★ سوال نمبر 2 :- ★

★ جواب :- ★ (xi)

سقراط پر اُن کے مخالفین نے یہ الزامات لگائے کہ وہ نوجوان ایتھنس کے اخلاق کو خراب کرتا ہے اور لڑکوں کو سکھاتا ہے کہ اپنے والدین کی اطاعت سے انحراف کریں۔ اسی بنا پر عدالت نے سقراط کو مجرم ٹھہرایا اور اس کے لئے موت کی سزا تجویز کی۔ سقراط نے خود زہر کا پیالہ پی کر جیل میں اپنی جان دے دی۔

5 = 1 + (4)

★ جواب :- ★ (xiii)

★ تفصیلیہ :- ★

یہ لفظ تفصیل سے نکلا ہے۔
جس کے معنی تشریح کرنا اور فہرست

کے ہیں۔

★ تفصیلیہ کی علامت :- ★

تفصیلیہ کی علامت (:-) ہے۔

★ تفصیلیہ کا استعمال :- ★

یہ علامت وہاں لگائی جاتی ہے جہاں مثال، فہرست یا کوئی تفصیل بیان کرنی ہو۔

★ تفصیلیہ کی تین مثالیں :- ★

1. لائبریری کے لئے خریدی گئی کتابوں کی فہرست یہ ہے :- دیوانِ غالب، کلیاتِ اقبال، آبِ گم وغیرہ۔

علامت کا استعمال

2. فٹ بال ٹیم میں درج ذیل کھلاڑی شامل ہیں۔ بابر اعظم، رضوان، شاہین شاہ۔

3. ذرا میری روداد سنو :- میں گھر سے نکل کر سکول کی طرف روانہ ہوئی۔ راستے میں مجھے ایک فقیر ملا۔۔۔۔

(۱۷) جواب :-

استدراکی جملے :-

استدراکی جملے وہ جملے ہیں جس میں عموماً دو جملوں کا آپس میں مقابلہ کیا جاتا ہے اور ایک جملہ دوسرے کی شک کو رفع کرتا ہے۔

مثالیں :-

(1) احمد شریف باپ کا بیٹا ہے مگر نہایت بدمعاش ہے۔

(2) اس نے نہ صرف بدتمیزی کی بلکہ لڑائی بھی کی۔

(3) وہ وعدے تو کرتا ہے مگر پورا نہیں کرتا۔

(4) وہ دوست تو ہے پر مصیبت کے وقت کام نہیں آتا۔

حروفِ استدراکی :-

ان مثالوں میں

"مگر، بلکہ، لیکن، پر" استدراکی جملے کے حروف ہے۔

(vii) ★ جواب: ★

افسانہ کتبہ سے

ہمیں یہ اخلاقی سبق ملتا ہے کہ اس دنیا میں ہم اپنے لئے بہت دور تک سوچتے ہیں۔ کامیابی حاصل کرنے کے لئے اور خواہشات کو پورا کرنے کے لئے پہلے سے تراکیب بناتے ہیں۔ مگر آخر میں وہی کچھ ہوتا ہے جو منظورِ خدا ہوتا ہے۔ افسانہ "کتبہ" میں مصنف نے ایک کتبہ خریدا تھا کہ وہ اس کو اپنے گھر کے دروازے پر لگائے گا مگر قسمت اور تقدیر کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ آخر میں وہ کتبہ اس کی قبر پر لگا دیا گیا۔ اسی طرح ہم ترقی اور کامیابی کا سوچتے رہتے ہیں مگر آخر میں وہی ہوتا ہے جو تقدیر کو منظور ہو۔

(v) ★ جواب: ★

ماسٹر الیاس بے حد سادہ لوح اور سیدھے سادے آدمی تھے۔ ان کو زمانے کے ساتھ چلنے کا طریقہ معلوم نہیں

تھا۔ وہ اس انداز میں گفتگو کرتے تھے کہ لوگوں
کو اس کی بات پر یقین نہیں آتا تھا۔ وہ
جھوٹ نہیں بولتے تھے۔ مبالغے سے کام نہیں
لیتے تھے۔ شیخی نہیں بگھارتے تھے۔ الغرض وہ
اس قدر سیدھے اور بے پیچ آدمی تھے کہ انسان
ہی نہیں لگتے تھے۔
لوگ ماسٹر صاحب سے دوستی کرنا اس لئے پسند
نہیں کرتے تھے کیونکہ اس کی گرامر میں بہت
غلطیاں ہوتی تھیں اور سننے والا جلد ہی
اس سے بیزار ہو کر اسے چھوڑ دیتا تھا۔
وہ اتنے سیدھے سادے تھے کہ وہ لوگوں کی
نظر میں انسان ہی نہیں تھے۔ محلے والے ان
کی عزت تو کرتے تھے۔ مگر انھیں دوست بنانا
پسند نہیں کرتے تھے۔

5

(vi) ★ جواب :- ★

محلے کے بزرگ کے

سمجھانے پر راجہ صاحب کا جواب تھا کہ "یہ
عورتوں کا معاملہ ہے۔ ہم اور آپ اس میں بولے
لگے تو اچھے نہیں لگیں گے۔ آپ اگر اپنی بیگم
صاحبہ کو ان کے پاس بھیج کر انھیں سمجھا سکیں
تو سبحان اللہ، ورنہ یہ کوئی ایسی خاص

بات نہیں۔ اکٹھے رکھے ہوئے دو برتن بھی ٹکرا کر بھی جاتے ہیں تو یہ دونوں تو ماشاءاللہ جیتی جاگتی عورتیں ہیں"۔

6

(xii) ★ جواب :- ★

نظم "بڑھے چلو" میں اختر شیرانی نے نوجوان وطن کو وطن کی خاطر تن من دھن کی قربانی دینے کی ترغیب دی ہے اور انھیں وطن کا دفاع مضبوط کرنے کا حکم دیا ہے۔ اختر شیرانی وطن کے نوجوانوں سے مخاطب ہو کر کہتا ہے کہ قوم کی بقا کا انحصار تمہارے کندھوں پر ہیں۔ لہٰذا اس کی سلامتی اور ناموس کی خاطر تم نے اپنی جان کی بازی لگانی ہے۔ تمہارے سامنے جو بھی رکاوٹ آ کر تمہارا راستہ روکے۔ اُن کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے تم نے ہمیشہ آگے ہی آگے بڑھنا ہے۔ اسی میں ملک کی فلاح اور کامیابی کا راز ہے۔

6

(x) ★ جواب :- ★

نظم "بڑے ڈرپوک ہو" میں شاعر ستاروں سے مخاطب ہو کر کہتا

ہے کہ اے ستارو! تم تو بہت ہی ڈرپوک ہو۔
صرف دن کے وقت نکلتے ہو اور رات آتے ہی
تم پھر سے چھپ جاتے ہو اور جب اندھیرا
چھانے لگ جاتا ہے تو تم ڈر کر بادلوں میں
چھپ جاتے ہو۔ کبھی کبھار کسی ممتا کی آنسوؤں
کی شکل میں تو کبھی مہکتی چاندنی میں خاموشی
سے آتے ہو۔ کبھی روشنیوں کی صورت میں آتے
ہو مگر نہ جیتے ہو اور نہ مرتے ہو۔ تمہیں اتنا
بھی نہیں پتا کہ دن کتنا لمبا اور طویل ہوتا ہے۔
تم اس تارے کے دیدار سے بھی محروم ہو جو دن
کو نکل کر اپنی بہادری کا ثبوت دیتا ہے۔ وہ
بہادر ستارا ہر قسم کے حالات کا مقابلہ کرتا ہے اور
شام کے ہنگاموں میں اپنے ہاتھوں قتل ہو جاتا ہے۔

(viii) ★ جواب: ★

سبق "منظور" کے مصنف
سعادت حسن منٹو ہے۔ اس سبق میں مرکزی
کردار "منظور" ہے۔ جب اختر کی حالت
خراب ہوتی ہے تو اس کو ہسپتال لے جایا
جاتا ہے وہاں پر اس کی ملاقات منظور سے
ہوتی ہے جو کہ غیر معمولی شخصیت کا حامل ہوتا
ہے۔ منظور کا پچھلا دھڑ مفلوج ہو چکا ہوتا
ہے۔ بہت جلد اختر کی منظور سے دوستی
ہو جاتی ہے۔ منظور ہسپتال کے ہر فرد کا

دوست تھا۔ وہ اپنی معصومانہ باتوں سے سب
کو اپنی طرف مائل کرتا ہے۔ ایک دن منظور
اختر کو بتاتا ہے کہ جب پہلی رات اُسے ہسپتال
میں داخل کیا گیا تو اُس کی طبیعت بہت
خراب تھی۔ پھر منظور نے اُس کے لئے دعا کی
اور اس کی حالت کچھ سنبھل گئی۔ اختر کو
لگا کہ اس کی طبیعت منظور کی دعاؤں کی
وجہ سے ٹھیک ہوئی ہے۔ اختر کو لگتا ہے کہ
منظور اس کی زندگی میں ایک مسیحا کی مانند
ہے۔

ایک دن منظور کے والد کو بتایا جاتا ہے کہ وہ
منظور کو گھر لے جائیں۔ کیونکہ اُسکا علاج اب
نہیں ہو سکتا۔ منظور گھر نہیں جانا چاہتا تھا۔
اختر نے اُسے تسلی دی۔ صبح جب اختر اُٹھا
تو دیکھا کہ منظور کے بستر پر ایک بوڑھا شخص
لیٹا ہوا تھا۔ اس نے نرس سے پوچھا تو نرس
نے بتایا کہ منظور تو صبح ساڑھے پانچ بجے مر گیا۔
یہ سن کر اختر کو بہت صدمہ لگا اور اسے
دل کا دورا پڑا۔ آخرکار اسے ہسپتال سے
فارغ کیا گیا۔

8

★ جواب :- ★ (۱۱)

★ عبدالودود قمر :- ★

عبدالودود قمر ضیاء جعفری کے دوست تھے۔ اُن کی دوستی سارے شہر میں ضرب المثل بن چکی تھی۔ وہ ایک دوسرے پر جان چھڑکتے تھے۔ دائرہ ادبیہ کے قیام اور ترقی میں ضیا جعفری کے دست راست عبدالودود قمر ہی تھے۔ وہ دائرے کے ناظم اعلیٰ تھے۔ ضیاء جعفری اور قمر صاحب دونوں ادب کے رسیا تھے۔ مگر دونوں کے سیاسی نظریات مختلف تھے۔ قمر صاحب روزنامہ "انقلاب" کے نائب مدیر بھی تھے جبکہ ضیا جعفری ایڈیٹر تھے۔

★ دائرہ ادبیہ کے مصنفین :- ★

دائرہ ادبیہ کا قیام ضیاء جعفری اور عبدالودود نے کیا۔ اُن کے علاوہ خود مصنف فارغ بخاری، نذیر مرزا، مظہر گیلانی، مبارک جبین عاجز، اسیر انور ضیائی، قمر تاتاری، جگر کاظمی اور خالص ملک شامل تھے۔

5

حصہ سوم

سوال نمبر 3

(ب) جواب :-

حوالہ متن :-

سبق کا نام :- شہرتِ عام اور بقائے دوام کا دربار ۔

مصنف کا نام :- مولانا محمد حسین آزاد ۔

صنف :- تمثیلی مضمون ۔

ماخذ :- نیرنگِ خیال ۔

سیاق و سباق :-

محمد حسین آزاد نے دیکھا کہ فقط ایک کرسی خالی ہے اور جس اسٹیج میں آواز آئی کہ آزاد کو بلاؤ ۔ ساتھ ہی

آواز آئی کہ شاید وہ جرگے میں بیٹھنا قبول نہ کرے۔ مگر وہاں پھر سے کوئی بولا کہ اُسے چین لوگوں میں بٹھا دو گے، بیٹھ جائے گا۔ اتنے میں چند اشخاص نے غل مچایا کہ اس کے قلم نے ایک چیان سے لڑائی باندھ رکھی ہے اسے دربارِ شہرت میں جگہ نہ دینی چاہیے۔

شرح معیاری ہے

تشریح: اس مقدمے پر بحث و تکرار شروع ہوئی مجھے خیال آیا کہ شرم نہ کر کے آگے چلا جاؤں اور اپنے رائے کا اظہار کروں کہ مجھے ہدایت دینے والے ساتھی نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور میرے کان میں کہا کہ ابھی کچھ کہنے کا موقع نہیں۔ اتنے میں نیند سے بیدار ہوا۔ میں اُس لڑائی کو بھی بھول گیا اور اللہ کا لاکھ شکر ادا کیا کہ مصیبت سے دربار میں جگہ ملی یا نہ ملی کہ شکر ہے مجھے ایک نئی زندگی ملی۔

سوال نمبر 4

(الف) جواب:

نظم کا نام: جوابِ شکوہ

شاعر کا نام: علامہ محمد اقبال

تشریح:

آج کل کے مسلمانوں کی حالت یہ ہے کہ اُن کے ہاتھوں میں دم نہیں۔ اُن کے دل دین سے پھر جانے کے عادی ہیں۔ یہ اُمتی تو پیغمبرؐ کے لئے باعثِ عزت نہیں بلکہ باعثِ رسوائی ہیں۔ ان کے آباؤ اجداد جو بت توڑنے والے تھے وہ سب کے سب اِس جہاں سے چلے گئے ہیں۔ اب جو لوگ بھی باقی ہیں وہ تو بت توڑنے والے نہیں بلکہ بت تراشنے والے ہیں۔ ان کا باپ حضرت ابراہیمؑ تھا۔ جنہوں نے اپنے والد کے برعکس بت گری کے بجائے بت شکنی کی روایت قائم کی مگر آج کل کے مسلمان حضرت ابراہیمؑ کے بیٹے نہیں لگتے بلکہ یہ تو آذر کے بیٹے ہیں جو بت پرست تھا۔ گویا شراب پینے والے بھی نئے، شراب بھی نئی اور مٹکے بھی نئے۔ کعبے کا حرم بھی نیا، بت بھی نئے اور ہم بھی نئے۔ مراد یہ کہ اسلامی تعلیمات اور اسلامی کردار کی کوئی چیز باقی نہیں رہی۔ پورا کارخانہ ہی بدل گیا۔ تمہاری فضلتیں،

تمہارے شیوے، تمہارے طریقے، تمہارا نصب العین، ان میں سے کوئی چیز بھی اسلامی نہیں۔

(8)

★سوال نمبر 5 :★ (ب)★ جواب:★

مواد کم ہے

★میرا پسندیدہ مشغلہ:★

اللہ تعالیٰ نے انسان کی مختلف مزاج بنائے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہر شخص کا خیال اور نظریہ دوسرے شخص سے مختلف ہوتا ہے۔ اسی اصول کو پیش نظر رکھ کر کہا جا سکتا ہے کہ ہر انسان کا پسندیدہ مشغلہ بھی اپنا اپنا ہوتا ہے اور ہر شخص اپنی عمر اور مزاج سے اپنے مشغلے کا انتخاب کرتا ہے۔ میرا پسندیدہ مشغلہ اچھی اور معیاری کتب کا مطالعہ ہے۔ میں ماہانہ جیب خرچ سے رقم کا کچھ حصہ پس انداز کرتی ہوں اور اس سے ایک کتاب خرید لیتی ہوں۔

اس کا باقاعدگی سے مطالعہ کرتی ہوں۔ جو نکات اور مشکل الفاظ میری سمجھ میں نہیں آتے وہ میں اپنے اساتذہ سے پوچھ لیتی ہوں۔ جس کی وجہ سے میری معلومات میں روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ میں نے اپنی ذاتی لائبریری بنا رکھی ہے جس میں اب بے شمار کتب موجود ہیں۔ کچھ کتابیں مجھے میرے دوستوں نے عنایت کی ہیں اور کچھ کتابیں میرے ابا جان نے مجھے دی ہیں۔

میرے ابا جان نے مجھے ہر قسم کی کتابیں معلومات فراہم کی ہے۔ میرے پاس ہر قسم کی کتابیں موجود ہیں۔ ان میں جدید سائنسی کتابیں بھی ہیں اور تاریخی، اصلاحی، معاشرتی اور مذہبی کتابیں بھی موجود ہے۔ اس طرح اب میری لائبریری میں ہر شعبے سے متعلق کتابوں کا ایک وافر ذخیرہ موجود ہے۔ میری طبیعت اور میرا مزاج کچھ اس قسم کا بن گیا ہے کہ جب میں کتاب خرید لیتی ہوں تو جب تک اس کا مطالعہ نہیں کرتی مجھے چین نہیں آتا۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ میری معلومات کا ذخیرہ اتنا بڑھ گیا ہے کہ سکول میں تمام طلباء مجھے ڈکشنری کے نام سے پکارتے ہیں اور بوقت پر

طالب علم مجھ سے فائدہ اُٹھا سکتا ہے۔ مطالعہ
کتب ایک اچھا اور مفید مشغلہ ہے۔ اس
مشغلے سے نہ صرف انسان کی اپنی ذات فائدہ
اُٹھا سکتی ہے بلکہ دوسروں کو بھی اس کا
فائدہ پہنچتا ہے۔ اس لئے میرا پسندیدہ
مشغلہ معیاری کتب کا مطالعہ ہے۔